Al-Qawārīr - Vol: 06, Issue: 01,
Oct – Dec 2024

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

اقوام متحدہ کے تعلیمی نظام 2030 میں صنفی مساوات کے تصور کا اسلامی نقطہ نظر سے تجزیہ

A Critical Review of the Concept of Gender Equality in the United Nations 2030 Educational Agenda

Sikandar Ali
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Learning, Faculty of Islamic Studies, University of Karachi
Dr. Jawad Haider Hashmi
Assistant Professor, Department of Islamic Learning, Faculty of Islamic Studies, University of Karachi

ABSTRACT

The concept of gender equality has gained significant global attention, especially within the framework of the United Nations' Sustainable Development Agenda 2030. The UN has incorporated gender equality as a fundamental goal in its educational system, promoting equal rights and opportunities for both men and women. However, the idea of gender equality has been controversial, particularly in the context of Islamic teachings and the nature of male and female roles in society. Islam, while recognizing the equal worth of both men and women in terms of human dignity and divine creation, also acknowledges inherent differences in their physical, psychological, and social roles. These differences, according to Islamic principles, lead to varied responsibilities and rights for each gender, which should be respected for societal harmony and stability. On the other hand, the Western perspective on gender equality, influenced by feminist ideologies, often overlooks these differences and advocates for complete parity in all aspects of life. This paper critically examines the UN's 2030 agenda on gender equality in light of Islamic teachings, highlighting potential conflicts and the implications of disregarding natural gender distinctions. The study aims to present an Islamic viewpoint on gender roles, stressing the importance of balance and justice in a society that respects the unique qualities and contributions of both genders.

Keywords: *Gender Equality, United Nations, Sustainable Development Agenda 2030, Islamic Perspective, Gender Roles.*

CC BY

تعارف موضوع

انسان کو اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کی صورت میں اشرف المخلوقات قرار دیا ہے، دونوں میں مساوات کا پہلو ہے مگر ان کی فطری اور جسمانی خصوصیات میں فرق ہے، جس کی بناء پر ان کے حقوق اور ذمہ داریوں میں تفریق کی گئی ہے۔ اقوام متحدہ کے پائیدار ایجنڈا2030 میں صنفی مساوات کو ایک اہم مقصد کے طور پر شامل کیا گیا ہے، جس میں مرد اور عورت کے درمیان برابری کا تصور پیش کیا گیا ہے۔ مغربی تہذیب میں اس تصور کو مضبوطی سے اپنایا گیا ہے، مگر اسلامی نقطہ نظر میں اس معاملے میں کچھ اہم نکات ہیں جو اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ مرد اور عورت کی فطرت میں فرق ہونے کے باوجود، دونوں کو مساوی عزت و تکریم دی گئی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، مرد اور عورت کی ذمہ داریاں اور حقوق مختلف ہیں مگر دونوں کی اہمیت برابر ہے۔ اسلام میں صنفی فرق کو نظر انداز کرنے کی بجائے اس کے مطابق حقوق و فرادی ذمہ داریاں مقرر کی گئی ہیں تاکہ معاشرتی توازن برقرار رہے۔ اس تحقیق کا مقصد اقوام متحدہ کے ایجنڈا2030 میں پیش کردہ صنفی مساوات کے تصور کو اسلامی نقطہ نظر سے تنقیدی جائزہ فراہم کرنا ہے۔

مبحث اول: مرد اور وعورت کے بارے میں اسلامی تصور

1. اسلام کا انسانیت اور برابری کا تصور

اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے دنیا کے سامنے انسان کے مقام و مرتبت اور مرد و عورت کی مشترکہ خصوصیات اور صفات کے ساتھ ان کے درمیان امتیازی خصوصیات کے پیش نظر دونوں کی تکالیف میں فرق رکھا تاکہ مشترکہ زندگی بہتر انداز میں کامیابی کے ساتھ گزار سکیں۔

مرد و زن کی خلقت میں برابری کی جانب اشارہ کرتے ہوئے تمام انسانوں کو ایک ہی نفس قرار دیا ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا۔[1]

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا۔

2. کرامت انسانی اور مرد وعورت کی مشترکہ خصوصیات

کرامت انسانی میں بھی مرد عورت کی بجائے صرف بنی آدم کا ذکر ہے جس میں مرد و زن دونوں شامل ہیں۔

وَلَقَدۡ كَرَّمۡنَا بَنِيٓ ءَادَمَ ۔[2]

اور بتحقیق ہم نے اولاد آدم کو عزت و تکریم سے نوازا۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے اسلام مرد وزن کی اصل انسانیت، فضائل اور مقام میں تساوی کا مخالف نہیں بلکہ حقوق وتکالیف میں یکسانیت کا مخالف ہے۔[3]

3. عمل صالح میں برتری کا معیار

اسلام مرد وزن میں برتری کا معیار عمل صالح کو قرار دیتا ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ اس بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

فَٱسۡتَجَابَ لَهُمۡ رَبُّهُمۡ أَنِّي لَآ أُضِيعُ عَمَلَ عَٰمِلٖ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوۡ أُنثَىٰۖ بَعۡضُكُم مِّنۢ بَعۡضٖۖ۔[4]

پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول کرلی (اور فرمایا:) میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، تم ایک دوسرے کا حصہ ہو۔

4. اجتماعی مسائل میں مرد وعورت کی یکسانیت

اسی طرح اجتماعی مسائل جیسے امر بالمعروف میں بھی تساوی کی جانب اشارہ ہے۔

وَٱلۡمُؤۡمِنُونَ وَٱلۡمُؤۡمِنَٰتُ بَعۡضُهُمۡ أَوۡلِيَآءُ بَعۡضٖۚ يَأۡمُرُونَ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤۡتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ۔[5]

اور مومن مرد اور مومنہ عورتیں ایک دوسرے کے بہی خواہ ہیں، وہ نیک کاموں کی ترغیب دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

5. علم کا حصول اور عورت کی تعلیم کی اہمیت

اسی عظمت کی بنا پر اسلام نے معاشرہ کی تعمیر وترقی، اصلاح اور نیکی اور خیر کے کاموں میں مرد وعورت دونوں کو مخاطب قرار دیا ہے۔ جن میں سے ایک ذمہ داری علم کا حصول ہے۔ اسلام نے اپنی تعلیمات میں علم کو نہ صرف لازم قرار دیا ہے بلکہ اس کو مرد وعورت دونوں پر فرض کرنے کے ساتھ زمان ومکان اور عمر کی محدودیت کو ختم کر کے ایک آفاقی تصور پیش کیا، جس کے مطابق انسان کی زندگی کا ہر لمحہ اور اوقات علم کے حصول میں گزرنا چاہیے۔ خصوصا اسلام میں عورت خاندان کی تربیت اور سعادت کا مرکز ہے، بچوں نے ماں ہی کی گود میں پروان چڑھنا ہے اس لئے بچیوں کی تعلیم اور تربیت پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ اسلام کی نگاہ میں ایک عورت کو سماج اور معاشرے میں اپنا صحیح مقام حاصل ہو، اور درست تربیت ملے تو یہ پورے معاشرہ کی تعمیر وترقی کا سبب بنے گا۔ خصوصا بچیوں کو بچپن سے ہی گھر سنبھالنے، شوہر داری اور بچہ داری سمیت اپنی طبیعت سے

مناسب تعلیم وتربیت پر تاکید کی گئی ہے تاکہ بعد میں وہ معاشرے میں انسانی نسل کی تربیت اور صالح معاشرے کی تشکیل کا کردار بہتر انداز میں ادا کرسکیں۔

6. عرب جاہلیت میں عورت کا مقام اور اسلام میں اس کی تبدیلی

عرب جاہلیت کے دور میں جہاں دنیا پر ایران اور روم جیسی تہذیبوں کا تسلط تھا۔ جن میں عورت کو انسان نہیں سمجھا جاتا تھا اور اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ "جاہل عربوں میں جہالت اور خرافات کا ایک واضح نمونہ، عورت کے بارے میں ان کے مخصوص نظریات تھے۔ اس دور کے معاشرے میں عورت انسانیت کے معیار، سماجی حقوق اور آزادی سے بالکل محروم تھی۔ اور اس سماج میں گمراہی اور سماج کے وحشی پن کی بنا پر لڑکی اور عورت کے وجود کو باعث ذلت ورسوائی سمجھا جاتا تھا وہ لڑکیوں کو میراث کے قابل نہیں سمجھتے تھے۔ یہ بات مشہور ہے کہ عربوں میں سب سے بری رسم یہ تھی کہ وہ لڑکیوں کو زندہ درگور کردیتے تھے۔ کیونکہ لڑکیاں ایسے سماج میں جو تہذیب اور تمدن سے دور، ظلم وبربریت میں غرق ہو، مردوں کی طرح لڑ کر اپنے قبیلہ سے دفاع نہیں کرسکتی تھیں۔"[6]

7. سیرت پیغمبر میں عورتوں کی تعلیم وتربیت کی اہمیت

ایسے دور میں اسلام نے ماں، بیٹی، بیوی، بہن وناموس کی شکل میں ایک اعلیٰ مقام عطا کیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی اہمیت، مقام، ذمہ داری اور قدر وقیمت کو مختلف احادیث اور عملی سیرت کی شکل میں واضح کیا۔ سیرت پیغمبر میں خواتین کو تعلیم وتربیت کی اہمیت کے بارے میں بہت سے نمونے ملتے ہیں۔ "آنحضورؐ کی تشریف آوری کے وقت نہ صرف جزیرۃ العرب میں بلکہ پوری دنیا میں عورت کی کوئی حیثیت نہ تھی، وہ معاشرتی اعتبار سے انتہائی پست تھی، اسے تعلیم دینے کا تو تصور ہی نہیں تھا۔ ایسے عالم میں آپؐ نے عورتوں کی تعلیم کی طرف بھرپور توجہ دی۔ آپؐ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید کی تعلیمات جہاں مردوں کے لئے ضروری تھیں وہاں عورتوں کے لئے بھی لازمی تھیں۔ قرآن نے مردوزن کو یکساں طور پر مخاطب کیا اور دونوں کے لئے علم کا حصول ضروری قرار دیا۔ قرآن مجید کی عمومی تعلیمات کے علاوہ آپؐ نے باقاعدہ عورتوں کے لئے ہفتہ میں ایک دن مقرر فرمایا۔ حضرت ابوسعید خدری کی وایت ہے۔ ایک عورت نے کہا یارسول اللہ! ہمارے لئیے ایک دن مقرر کیجئے تو آپؐ نے فرمایا: "فلاں فلاں دن اور فلاں فلاں جگہ (یعنی فلان دن مقرر ہو گیا اور فلاں جگہ مقرر ہو گیا)[7]

امام جعفر صادق: فرماتے ہیں:

اَكْثَرُ الْخَيْرِ فِي النِّسَاءِ. [8]

زیادہ تر خیر وبرکت خواتین میں ہے۔

"خواتین کے لئے ایسا انتظام ضروری ہے کہ جس کے تحت وہ اپنی بنیادی ضروریات کی تعلیم، خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی بسہولت حاصل کر سکیں اور ان کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ خواتین کی تعلیم کا سلسلہ خالص اسلامی ماحول میں اسلامی تعلیمات کی ادنیٰ مخالفت اور ان سے معمولی روگردانی کے بغیر بھی جاری رہے۔ آپؐ نے انہی مقاصد کے پیش نظر خواتین کی تعلیم کے لئے علیحدہ دن اور الگ مقام متعین فرمایا۔"[9]

8. عورت کی خاندانی و سماجی ذمہ داریاں

اسلام نے خواتین کے لئے سب سے پہلے معاشرہ میں ان کی خاندانی و سماجی منزلت اور مقام و عظمت کی جانب توجہ دی ہے اور اسی عظمت کے مطابق ان کو ذمہ داری دی ہے تاکہ معاشرہ میں ان کی عزت اور حیثیت باقی رہے۔ اس لئے اپنی حیا، عفت اور حجاب کی رعایت کے ساتھ گھر سے باہر اپنی سماجی ذمہ داریوں کو انجام دینے کی اجازت دی ہے۔ لیکن اس سے اہم ذمہ داری گھر کو سنبھالنا، شوہر، اولاد اور خاندان کے سلسلے میں عائد ذمہ داریوں کو ترجیح دی ہے۔ اور گھر سے باہر کی ذمہ داری مردوں پر رکھ کر عورت کے نان و نفقہ، اخراجات اور دیگر لوازمات کو مردوں پر واجب کیا ہے۔ یہ عورت کی جسمانی اور نفسیاتی اور روحی تقاضوں کے عین مطابق ہے۔

9. عورت کا معاشرتی کردار اور سماجی ذمہ داریاں

ماں کی حیثیت سے بچوں کی تربیت، دیکھ بھال اور گھر میں اولین مربی استاد اور بیوی کی حیثیت سے شوہر کے حقوق اور گھریلو ذمہ داریوں کی ادائیگی کو باہر کے امور پر مقدم کیا ہے۔ ان کاموں کی قدر و قیمت کو باہر انجام دینے والے سنگین، طاقت فرسا اور اہم ذمہ داریوں کی نسبت اہم قرار دیا ہے۔ یہ اس مطلب کی جانب اشارہ ہے کہ معاشرہ میں مرد و عورت میں سے ہر ایک اپنی طبیعت کے مطابق زندگی کے مختلف امور کو انجام دیں۔ اسلام میں خواتین کی تعلیم و تربیت اس لئے ضروری ہے تاکہ وہ اپنے مقام کو جان لیں اور سنگین ذمہ داری جو اسکے اوپر عائد ہے جن میں سے ایک پاکیزہ ماحول کی فراہمی اور بچوں کی تربیت ہے۔

10. مرد و عورت کے جسمانی اور روحانی فرق کی حکمت

اسلامی تعلیم و تربیت میں ہر ایک کی احتیاجات کے ساتھ جسمانی، طبیعی، خاندانی تقاضوں اور معاشرہ کی ضرورت کی جانب توجہ لازم ہے۔ نظام تعلیم تحول اور تبدیلی پر نہیں بلکہ اسلامی مبانی واصول پر قائم ہے۔ اگر کوئی بھی تبدیلی اسلامی نظریہ حیات سے متصادم ہو تو قابل قبول نہیں۔ انسانیت میں شریک ہونے کے باوجود دونوں میں صنفی اختلافات پائے جاتے ہیں۔ مرد و عورت دونوں کے وجود میں یہ فرق کائنات میں اللہ تعالیٰ کی حکمت اور نظام احسن کا تقاضا ہے۔ یہ اختلافات منشاء کمال، ایک دوسرے کی

جانب احتیاج کا سبب، انسانی واجتماعی حیات کی بقاء اور روابط کے استحکام کا سبب ہے۔ اور یہ اختلاف ہی افراد میں مختلف ذمہ داریوں کو آگے بڑھاتے ہیں۔ تکوینی طور پر مرد اور عورت میں یہ فرق بعض حقوق اور تکالیف میں دونوں کی جدائی کی علت ہے اور یہ جسمانی وروحانی اختلاف حکمت الٰہی کے ساتھ دونوں کے اندر رکھا گیا ہے۔

مبحث دوم: خواتین کے بارے میں مغربی تصور

1. قدیم یونان، روم اور قرون وسطٰی تک کی تاریخ میں عورت کی حیثیت

قدیم یونان، روم اور قرون وسطٰی تک کی تاریخ پر اگر نگاہ کریں تو معلوم ہو گا کہ مغرب میں عورت کو انسان نہیں سمجھا جاتا تھا۔ لیکن رنسانس کے بعد دین، مذہب اور الٰہی نظریے سے مغرب نے بغاوت کی۔ تو جہاں بہت سے دیگر الٰہی اقدار اور اصولوں کا انکار کیا گیا وہاں خواتین کے بارے میں بھی افکار میں تبدیلی آئی جس کا بنیادی سبب مغربی افکار میں خواتین کے بارے میں موجود منفی نظریہ، ہر قسم کے حقوق سے محرومیت، دور عیسائیت میں عورت کے بارے میں کسی آفاقی تصور کا نہ ہونا شامل تھا۔ جبکہ اسلام نے اس دور میں (جب مغرب قرون وسطٰی کے دور سے گزر رہا تھا) خواتین کے بارے میں گرانقدر افکار پیش کئے۔ قرآن کریم وسیرت پیغمبر کی روشنی میں ماں، بیٹی، بیوی اور ناموس کے مختلف پہلوؤں سے ان کو عظمت دینے کے ساتھ تعلیمی، معاشرتی، سماجی، معاشی اور سیاسی امور میں عفت، حیا، پردہ اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے ان سرگرمیوں کی اجازت دی جو ان کی شخصیت اور صنف سے سازگار ہوں۔

2. مغربی افکار میں تبدیلی

لیکن رنسانس کے نتیجے میں مغرب نے تصور کائنات، انسان، اقدار اور شناخت کے بارے الٰہی اور دینی نظریہ سے بغاوت کر کے ہیومنزم کو قبول کیا۔ جس کے نتیجے میں خواتین کی برابری اور حقوق نسواں کا نعرہ بلند کر ہر قسم کے اختلاف کا انکار کیا گیا۔ چونکہ مغرب میں خواتین کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ اس لئے حقوق نسواں کی تحریک شروع ہوئی۔ جس کے نتیجے میں 1918 کو برطانیہ اور 1920 کو امریکہ میں عورتوں کو ووٹ کا حق ملا۔ جنگ عظیم دوم کے بعد اقوام متحدہ نے 1945 کے بعد صلح اور امن کے نام پر خواتین کو سماجی وسیاسی امور میں شرکت کا موقع فراہم کیا۔ اقوام متحدہ کے حقوق بشر اعلامیہ (1948) میں پہلی بار مرد وعورت کی برابری سامنے آئی۔ اس کے بعد سنہ 2000 تک پانچ اہم کانفرنسز مختلف ممالک میں خواتین کے بارے میں منعقد ہوئی۔ اور 2000 میں ہزاروی اعلامیہ اور 2015 میں پائیدار ترقیاتی ایجنڈے میں حقوق نسواں خصوصاً صنفی مساوات کے بارے میں تاکید کی گئی۔[10]

3. فیمنزم اور عالمی سطح پر حقوق نسواں

فیمنزم کی تحریک نے تقریبا دو سو سال جدوجہد کے بعد خواتین کے بارے میں ناانصافی کے خلاف ایک قرار داد 18 دسمبر 1979ء کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل سے منظور کرایا۔ انیسویں صدی کے آغاز میں فیمنزم کے عنوان سے تمام امور میں مرد وعورت کی برابری کے نام سے تحریک شروع ہوئی جو فرانس کی جانب سے پیش کردہ حقوق بشر پر اعتراض اور رد عمل تھا۔ کیونکہ اس قرار داد میں خواتین کے لئے کوئی بھی حقوق مد نظر نہیں رکھا گیا تھا۔۔ اس لئے بعض خواتین نے اس نابرابری پر اعتراض کیا اور مرد وعورت دونوں کے برابری کا مطالبہ کیا۔ یہ تحریک بعد میں فرانسوی فلسفی اور ریاضی دان Condorect کے ذریعے جاری رہی۔[11]

4. صنفی مساوات اور جینڈر کی تعریف

اقوام متحدہ کے پائیدار ایجنڈا 2030 میں مختلف جگہوں میں ایک ہدف جس پر تاکید ہے وہ صنفی برابری (gender equality) ہے۔ لفظ (Gender) کو (sex) کی جگہ استعمال کیا گیا ہے تاکہ مختلف صنف اس میں معلوم ہو سکیں۔ اکثر موارد میں جینڈر سے مراد مرد وعورت ہی ہے لیکن اس کے مفہوم میں ٹرانسجینڈر اور دیگر اقسام بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں ہم جنس پرست، ٹرانسجینڈر (ہم جنس باز،،،۔۔ دو جن گراھا۔۔۔ تراجنسیتی۔۔۔) کے لئے اس لفظ سے استفادہ کرتے ہیں۔[12]

سیکس (Sex) سے مراد جنسیت ہے جس میں مفہوم مذکر اور مونث یا درمیانی جنس (intersex) شامل ہے ہے۔ جو جسمانی اعتبار سے ایک دوسرے سے تفاوت رکھتے ہیں۔ اور جنسیت (Sexuality) فرد کے احساسات کے تصور کو ظاہر کرنے کے لئے بیان ہوتا ہے جو کہ " جنسی گرائش" (Sexual orientation) کے معنی میں ہے جو ایک خاص جنس کی جذباتی اور جنسی جذابیت ہے۔ لیکن لفظ جینڈر (Gender) جنس کے سماجی کردار کے معنی میں ہے۔ جو ہر فرد اپنے لئے معین کرتا ہے۔ جیسا کہ کوئی مرد معاشرہ میں عورت کا کردار ادا کرے یا عورت، مرد کا کردار ادا کرے۔[13]

سماجی کردار کی تعریف کو مد نظر رکھتے ہوئے افراد کو اجتماع میں اسی جنس کا کردار ادا کرنا چاہیے جس کو خود نے انتخاب کیا ہے اور اس قرارداد کے مطابق یہ کام ہر ایک کو بغیر کسی مزاحمت کے انجام دینا چاہیے اگرچہ یہ عمل معاشرہ کی سماجی اقدار سے متضاد ہی کیوں نہ ہو۔ بطور مثال اگر کوئی شخص شادی کے بعد خود کو دو جنسیت (bisexual) میں تبدیل کرے تو اس کی بیوی اور بچوں کو یہ عمل قبول کرنا چاہیے۔ صنفی مساوات کے اس مغربی تصور میں اگر 97 فیصد آبادی گر اس کام کو ناپسند کریں تو بھی ان کا جواب

یہ ہے کہ یہ اس کا ذاتی حق ہے اور معاشرہ کو اقلیتی حقوق کا احترام کرنا چاہئے اور اپنے نظریہ کو اس بارے میں تبدیل کرنا ضروری ہے۔[14]

عورتوں کے مسائل پر جدید دنیا میں زیادہ توجہ دی گئی ہے بہت سی عالمی شخصیات اور بین الاقوامی اداروں نے عورتوں کی حمایت میں مختلف تحریکیں وجود میں لائی ہیں۔ اور مختلف قرار دادوں میں عورتوں کی شخصیت، حقوق اور اجتماعی زندگی کے بارے میں نظر ثانی کا مطالبہ کیا ہے۔ جن میں سر فہرست صنفی برابری ہے۔ صنفی برابری کا معنی یہ ہے کہ مرد و عورت حقوق و ذمہ داری میں برابر ہے اور معاشرہ میں ہر قسم کے مواقع سے استفادہ میں برابر کے شریک ہیں۔ اس طرح صنفی برابری مسئولیت کی تقسیم میں بھی ہونا چاہیے چاہے وہ خاندان میں ہو یا معاشرہ میں۔ اگر جنس اس راہ میں رکاوٹ بنے کہ فرد کی کمزوری اور قوی نکات اس جنس میں دیکھ لیں۔ تو یہ فرد کے لئے تبعیض اور محدودیت کا سبب بنتا ہے۔ جب تک تمام افراد معاشرہ اور گروہوں کو مد نظر نہ رکھیں اور چونکہ خواتین معاشرہ کی نصف آبادی ہے۔ ان کی مشارکت کے بغیر کوئی بھی پروگرام کامیاب نہیں ہو گا اور پائیدار ترقی کامل نہیں ہو گی۔

اس مقصد کے ذیل میں عورتوں پر گھر اور گھر سے باہر ہونے والے مظالم، کم عمری کی شادی جیسے امتیازی سلوک کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح عورتوں کو تمام امور میں برابر شریک کرنا، مردوں کے مساوی مواقع کی فراہمی اور ان کو خود مختار بنانے، مختلف مناصب میں عورتوں کو برابر کا حصہ دینا بھی ان اہداف میں بیان ہوا ہے۔ اس سے پہلے بھی دیگر مختلف قرار دادوں میں بھی عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کے خاتمہ پر تاکید کی گئی ہے۔ مذکورہ ایجنڈے میں تعلیم سے مربوط ہدف نمبر چار کے علاوہ پانچویں ہدف میں بھی صنفی مساوات اور امتیازی سلوک کے خاتمہ پر تاکید کی گئی ہے۔

ہدف اصلی: صنفی مساوات کا حصول اور تمام خواتین اور لڑکیوں کو با اختیار بنانا۔

Achieve gender equality and empowerall women an girls

5۔1. ہر جگہ پر تمام عورتوں اور لڑکیوں کے سلسلے میں کسی بھی قسم کے امتیازی سلوک کا خاتمہ۔

5۔2۔ تمام عمومی و خصوصی موارد میں خواتین پر ہر قسم کی تشدد کی بیخ کنی، از جملہ انسانی اسمگلنگ، اور جنسی سوء استفادہ

5۔3۔ ہر قسم کے نقصان دہ امور کے خاتمہ کے لئے اقدامات جیسے بچوں کی شادی، کم عمری کی شادی اور عورتوں کا ختنہ۔

5۔4۔ گھریلو امور میں ان کے تحفظ کو رسمیت دینا اور اور گھر میں بغیر کسی حق زحمت کے کام کی اہمیت کو اجاگر کرنا۔ عمومی خدمات کی فراہمی، عمومی تحفظ کے لئے پالیسی بنانا اور گھر میں مشترکہ ذمہ داری کی ترویج جس حد تک ملکی قوانین اجازت دیں۔

5۔5۔ عورتوں (مردوں کے ساتھ) کی مکمل اور موثر شرکت کی ضمانت اور ان کے لئے فیصلہ سازی کے تمام سطوح جیسے سیاسی، اقتصادی اور اسی طرح عمومی زندگی میں ذمہ داری کو برابری کی سطح پر معین کرنے کے لئے مواقع کی فراہمی۔[15]

اس کے علاوہ بھی ایجنڈے کے مختلف بند میں صنفی مساوات کے بارے میں تاکید ہوئی ہے۔یعنی اگر اس ہدف کو بنیادی محور قرار دیں تو ہیومنزم اور حقوق بشر میں جس بات کو زیادہ اہمیت حاصل ہے وہ یہی صنفی مساوات کا نظریہ ہے۔

پائیدار ایجنڈے کے مقدمہ میں سب کے لئے صنفی مساوات۔[16] مقدمہ کے بند نمبر 3 میں 2030 کو صنفی مساوات کی ترویج،[17] دستور کار جدید کے ضمن میں بند نمبر 20 میں صنفی مساوات کو رسمیت کے طور پر شناخت کو تمام اہداف اصلی وفرعی کے تحقق میں موثر،[18] اس کے علاوہ بھی مختلف جگہوں خصوصا ہدف نمبر 4 اور 5 میں اس پہلو کو خصوصی طور پر مورود توجہ قرار دیا گیا ہے۔ مغربی تصور مساوات کا نظریہ مکمل طور پر اقوام متحدہ کے ذریعے پوری دنیا پر تعلیم کے ذریعے ترویج کی کوشش کی گئی ہے جو پائیدار ایجنڈے میں نمایاں شکل میں موجود ہے۔

مبحث سوم: پائیدار ایجنڈا2030 میں موجود صنفی مساوات کا تنقیدی جائزہ

اسلام میں مرد وعورت انسانیت میں شریک ہونے کے ساتھ بہت سے کمالات، سعادت اور کامیابی میں یکساں حیثیت کے حامل ہیں۔ چونکہ کائنات کا نظام ہر ایک سے مخصوص ذمہ داریوں کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں میں میں الگ الگ خصوصیات رکھی ہیں جو مختلف قسم کے حقوق اور تکالیف کا باعث بنتا ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اور اس کی تمام تعلیمات عدالت پر مبنی ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ مرد وعورت میں اشتراکات کے ساتھ افتراقات بھی ہوں تاکہ زندگی کا یہ سسٹم تقسیم کار اور مختلف حقوق وتکالیف کی بنیاد پر قائم رہے۔ جبکہ مغربی تصور حیات میں اس قسم کی جسمانی، طبیعی اور فطری فرق کو ختم کر کے یکسانیت کو حقوق خوتین کے طور پر قبول کیا گیا ہے۔ جس سے بہت مسائل ومشکلات پیش آئی ہیں۔

1. خاندانی نظام کی تباہی

مغرب میں خاندان کا نظام، ماں باپ کا تقدس اور ہر ایک سے مخصوص ذمہ داریوں کو مساوات کے نام پر ختم کرنے کے نتیجے میں شکست وریخت سے دوچار ہوا ہے۔ مغربی تہذیب کی بنیاد، اصول اور اہداف میں انسان کو ہی محوریت حاصل ہے۔ جس میں تمام چیزوں میں معیار انسان ہی ہے۔ چونکہ یہ ایجنڈا بھی مغربی نقطہ نظر پر مشتمل ہے اوراس میں مسائل کے حل میں خاندان خصوصا ماں باپ کے کردار کو مکمل نظر انداز کیا گیا ہے۔ اس کی جگہ حکومتوں اور اقتصادی، سماجی وسیاسی اداروں کو مخاطب قرار دیا ہے۔ انسان کی تعلیم وتربیت کے سلسلے میں بہت سے مسائل جن کی ذمہ داری ماں باپ کی ہے۔ اس سلسلے میں بھی عمومی طور

پر حکومتوں اور دیگر اداروں کو اس بارے میں مکلف اور ذمہ دار قرار دیا ہے۔ جیسا کہ سقط جنین، جنسی خواہشات، جنسی سلامتی، جنسی تعلیم جیسے مسائل کو اس ایجنڈے کا حصہ بنایا گیا ہے۔

ان مفاہیم کو عملی طور پر نافذ کرنے کے طریقہ کار بھی بیان ہوا ہے۔ لیکن ان میں خاندانی حقوق، بچوں کے ساتھ والدین کے روابط کے استحکام اور اخلاقی ومذہبی اقدار کی رعایت جیسے اصولوں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ بلکہ ان سب کے لئے معیار حکومتوں کے لئے پائیدار ترقی کو قرار دیا ہے۔ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ انسان کی تربیت جس انداز میں ہو تو تہذیب، اقدار اور عملی زندگی میں انہی چیزوں سے متاثر ہوگا اور ان کو قبول کرے گا۔ چونکہ تعلیم کا ہدف پائیدار ترقی، صنفی مساوات، افراد کی یکساں سازی، تشدد کا خاتمہ، عالمی شہری ہے تو اس سے ہر قید وبند سے آزاد انسان کی تربیت ہوگی جس میں خاندانی حقوق اور ذمہ داری کا کوئی تصور نہیں ہوگا۔ آج کی مغربی دنیا میں خاندانی نظام کا ایک مفہوم نہیں بلکہ اس کی مختلف صورتیں وشکلیں موجود ہیں جن میں سے بعض کو بین الاقوامی طور پر قبول کیا گیا ہے۔ جیسے بغیر شادی کے پارٹنر شپ، ہم جنس پرستی، چند شوہری، بچوں سے شادی، حیوانات یا دوسری اشیاء اور خود سے شادی کا تصور، والدین کی اجازت کے بغیر جنسی تعلیم، سقط جنین کی اجازت، صنفیت پر تاکید سے صنفی تنوع کی ترویج، ترقی یافتہ ممالک خصوصا مغربی تفکر کے غلبہ سے ٹرانس جینڈر اور دیگر اقسام بھی رسمی طور قبول کیا گیا ہے اور مختلف قسم کے جنسیت کو بھی مساویانہ حقوق اور ان کو بھی مشروعیت دی گئی ہے۔ اسی طرح امتیازی سلوک کے نام پر مرد وعورت کی فطری اور طبیعی تفاوت اور فرق کو ختم کرنے کے نتیجے میں مرد وعورت کا خاندانی نظام متزلزل اور اس کا کاڈھانچہ مکمل طور پر تبدیل ہو گیا ہے اور زندگی کو مادی نکتہ نگاہ سے دیکھنے کا نتیجہ خاندان کی تباہی کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ اس لئے مغرب میں طلاق کی شرح، ناجائز اولاد، دوستی کے نام پر خاندانی نظام کو جو چیلنجز درپیش ہیں۔ وہ کسی بھی عاقل انسان سے مخفی نہیں۔ چونکہ مادی نگاہ میں انسان خدا کی مخلوق اور کرامت انسانی خدا کی طرف سے نہیں۔ اس لئے عفت ، پاکدامنی جیسے اصول اور محدویت کو بھی قبول نہیں کرتا۔ شادی کی جگہ جنسی آزادی کا تصور پیش کیا گیا ہے، اس لئے مغرب کے تعلیمی اداروں، روابط میں لوگوں کا اعتقاد خاندان کے بارے میں کمزور ہے اور بے بندوباری اور آزادی جنسی کی زیادہ تشویق ہے۔ اس کے برعکس اسلامی تعلیمات میں خاندان کی تشکیل میں ایمان، عفت، حیا اور الہی اصول کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس مقدس رشتہ میں میاں بیویِ، ماں باپ، اولاد اور دیگر رشتوں کے درمیان ایک خاص روابط موجود ہیں۔ اور اس تناظر میں ایک دوسرے کے حقوق، فرائض اور اخلاقی اصول پہلے سے مشخص اور طے شدہ ہے۔

2. خواتین کی اجتماعی امور میں شرکت کا اسلامی اور مغربی تصور

مغرب میں صنفی مساوات کے نام پر خواتین کی سیاست وسماجی امور میں مشارکت خصوصا اقتصادی میدان میں مرد وعورت کی برابری کا نظریہ وجود میں آیاہے۔ اور یہ برابری کا نظریہ تعلیم کے ذریعے اجراء کرنا ممکن ہے۔ تعلیم ایک طاقت ور وسیلہ ہے ۔ مرد وعورت کی برابری، حقوق نسواں اور خواتین کو سیاسی وسماجی مسائل میں مشارکت کے لئے خصوصا ان کو معاشی لحاظ سے قدرت مند بنانا ہے۔یعنی تعلیم کا مقصد خواتین کے لئے روز گار کی فراہمی اور سیاسی واجتماعی امور میں شریک کرنا ہے۔ مغربی نظریہ میں عورت کے حقیقی کردار اور مقام سے قطع نظر صرف اقتصاد پیش نظر ہے کہ عورت بھی مرد کی طرح کمائی کا ایک وسیلہ ہے اس طرح عورت سے سرمایہ میں اضافہ ،کارخانہ اور دیگر جگہوں پر کام لینا اصل مقصد ہے۔ جو کہ عورت کی شخصیت سے سازگار نہیں بلکہ مزید ذہنی وجسمی دباؤ کا سبب بننے کے ساتھ گھریلو مسائل اور تربیت سے غفلت کا سبب بنتا ہے۔ اسی نظریہ کی بنیاد پر عورت کو مختلف اشیاء کی تجارت کے لئے اشتہارات میں لایا جاتا ہے، سیاحوں اور دیگر چیزوں کو جذب کرنے کا ذریعہ بنا کر ان کی حقیقی شخصیت مجروح کی جاتی ہے اور یہ سب روزگار کے نام سے انجام پاتا ہے۔

اسلامی نظریہ میں تعلیم نہ صرف وسیلہ ہے بلکہ خود ایک اعلیٰ وارفع مقصد۔ علم کے بارے میں آیات وروایات بہت زیادہ ہیں کہ اسلام میں علم کا حصول نہ صرف عورت کا حق بلکہ ایک وظیفہ اور تکلیف کے لحاظ سے واجب اور فرض ہے۔ اگر کوئی اختلاف ہے تو ان روایات کے معنی اور مقصود یا ان کی عمومیت اور مقدار کے بارے میں ہے۔[19] جس میں مرد وعورت کی صنفی، طبیعی تفاوت واختلاف کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے حقوق وفرائض کا تعین کیا گیاہے۔ خواتین اور مرد خلقت وکرامت میں یکساں ہونے کے باوجود اس کائنات میں مستقل ذمہ داریوں کا حامل ہے۔ اسلام میں خواتین کے ذاتی کرامت کو اسلامی تعلیمات میں واضح صورت میں بیا کیاہے۔ جس کے مطابق عورت بھی مرد کے ساتھ سماجی، معاشرتی اور سیاسی امور میں شرکت کر سکتی ہیں مگر ان تمام فعالیتوں میں ایمان، عفت اور شرعی موازین کی رعایت ضروری ہے اور یہ سرگرمیاں ان کی اصلی ذمہ داریوں سے تعارض نہ ہو۔ کیونکہ خواتین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دونوں میں الگ استعداد وصلاحیتیں رکھی ہیں۔ تعلیم میں بھی دونوں کے فطری، طبیعی تقاضوں اور فرق کو ملحوظ خاطر رکھنا لازم ہے۔ اسلام میں عورت مال ودولت کا وسیلہ نہیں بلکہ وہ معنوی، تعلیمی اور تربیتی پہلوؤں کے ذریعے معاشرہ میں اپنا کردار ادا کرتی ہے اور سماجی ذمہ داری اس کو خاندان میں کردار ادا کرنے سے نہیں روکتی۔[20]

ایک اہم مسئلہ برابری کے نام پر عورت کو معاشرہ میں لانے سے عورت کو اپنے گھر سے جدا کیا ہے۔ کیونکہ مغربی تصور میں خواتین کے مسائل کو خاندان سے جدا امور و توجہ قرار دیا گیا ہے۔ یعنی عورت مرد کے مقابلہ میں خود مستقل طور پر امکانات اور مادی منافع کے لئے کوشش کرتی ہے تا کہ وہ خود کو مضبوط کرے جبکہ اسلامی نظریہ میں عورت گھر میں ہی اپنی صلاحیتوں کا اظہار کرتی ہے اور اس سلسلے میں خاندان کے افراد اس کے مددگار ہیں۔ مرد گھریلو مادی احتیاجات کو پورا کرتا ہے تا کہ عورت سکون کے ساتھ شوہر، اولاد اور گھر کی نسبت ذمہ داریوں کو ادا کر سکیں۔ اور سماجی میدان میں بھی اپنی علمی، معنوی اور تربیتی ذمہ داریوں کو انجام دیں۔ اسلام میں یہ سارے امور گھر کے ذریعے ہی انجام پاتا ہے اور عورت بیٹی، ماں، بیوی، بہن اور دیگر مقدس رشتوں کی شکل میں عزت، احترام کے ساتھ پر امن ماحول میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھتی ہیں۔ باہر کی سرگرمیوں میں اخلاقی اصولوں کے ساتھ تین موارد کی جانب اسلام نے خصوصی تاکید کی ہے۔ تقویٰ اور عفت کی حفاظت، شوہر اور بچوں کے حقوق کی رعایت کو مد نظر رکھا جائے۔[21]

3. اسلام کے نظریہ عدالت کی نفی

مغرب میں آزادی اور حقوق کے نام پر عورتوں کو مردوں کے برابر لانے جیسے خوشنما نعروں اور مقاصد کے تحت عورت کی فطری اور طبیعی خصوصیات کے ساتھ عظمت و منزلت کو ختم کیا گیا ہے۔ مذکورہ ایجنڈے کے ہدف نمبر 5 میں اور دیگر مختلف جگہوں پر اس بارے میں تاکید ہے کہ سب کے لئے معیاری تعلیم کی سہولت میسر ہو، اور کوئی بھی تعلیمی میدان میں پیچھے نہ رہ جائیں۔ ساتھ ہی خواتین اور لڑکیوں کی تعلیم، ان پر ہونے والے ظلم و تشدد کے خاتمے، انصاف اور ان کے حقوق کو بیان کیا گیا ہے۔[22]

اسلام مرد و عورت کے درمیان جو بعض امور میں تفکیک کا قائل ہوا ہے وہ نہ صرف ان کے طبیعی، جسمی و نفسیاتی تقاضوں کے مطابق ہے بلکہ اسلام کی طرف سے عورت کے مقام، منزلت، شرافت اور احترام کی علامت ہے۔ عورت کے قیمتی ہونے کا معنی یہ نہیں کہ وہ مرد کے ساتھ قدم بہ قدم، شانہ بہ شانہ ہر اجتماع اور فعالیت میں حاضر ہو۔ بلکہ اسلامی اقدار میں مرد و عورت میں یہ اختلاف خدا کی جانب سے حکمت سے خالی نہیں اور یہ دنیا کے "نظام احسن" کا ایک حصہ ہے جو انسان کے کمال، اجتماعی زندگی کی بقا اور آپس کے روابط کے استحکام کا موجب ہے۔ اور یہ اختلاف، امتیازی سلوک کا سبب بھی نہیں بنتا ہے چونکہ ان کے اندر خاص خصوصیات اور صلاحیتوں کی وجہ سے ہے۔ جبکہ امتیازی سلوک ناانصافی کا نتیجہ ہے۔ ناروا اور ناحق فرق کو تبعیض کہا جاتا ہے۔ جبکہ عدالت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر چیز کو اپنی جگہ رکھی جائے۔[23]

اسلام اور مغربی نظریہ میں فرق یہ ہے کہ مغرب ہر چیز میں برابری کو حاکم قرار دیتا ہے کہ مرو عورت ہر جہت سے برابر ہے جس کا نتیجہ تمام حقوق، قوانین اور شعبہ ہائے زندگی میں مشابہت ویکساں ہونا ہے جب کہ اسلام میں عدالت، مرد وزن کے روابط پر حاکم ہے اگر دونوں میں موجود حقیقت اور استعداد اور خصوصیات کو مد نظر رکھیں تو عدالت محور نظریہ زیادہ حق سے قریب ہے۔ اس لئے عدالت کا معنی یکساں یا برابری نہیں بلکہ ہر ایک کی استعداد، صفات، خصوصیات کے پیش نظر حق وتکلیف کو لحاظ کرنا ہے۔

اسی طرح صنفی مساوات کا مطلب صرف مرد عورت ہی نہیں بلکہ اس سے عام مفہوم ہے۔ "یہ فرق ضروری ہے چونکہ جینڈر کا مفہوم جنسیت سے عام ہے اس لئے جب بین الاقوامی اسناد میں یہ لفظ (جینڈر) لایا جائے تو صرف مرد عورت نہیں بلکہ اس سے وسیع تر معنی مراد ہے۔"[24]

اسلام میں صنفی تفاوت اور صنفی عدالت کا نظریہ موجود ہے تا کہ مرد عورت دونوں خاندان میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ خاندان کی قداست، استحکام، اور مرد وزن کے روابط میں حقوق واخلاق کو اہم مقام حاصل ہے اور اسلامی تعلیم وتربیت کے لئے سب کو یکساں مواقع فراہم کرنا ہے اور اس سلسلے میں عدالت ایک اہم اصل ہے کیونکہ بچے اور بچیوں میں صنفی تفاوت موجود ہے اور ان دونوں کے طبیعی تقاضوں، خاندان اور معاشرہ میں مخصوص کردار کے مطابق تعلیم دینا ضروری ہے۔ جو کہ عدالت، عقلانیت اور تعلیمی رہنمائی کے ہمراہ ہے۔[25]

4. اسلامی احکام کی نفی

اسلامی تعلیمات میں مرد وعورت اکثر مسائل میں مشترک ہونے کے باوجود بعض ہر ایک سے مخصوص ہیں۔ برابری کے نظریہ کو قبول کرنے کی صورت میں ان میں سے بہت سے مسائل کی مخالفت لازم آتی ہے جیسا کہ آج بعض مغرب پرست خواتین اور انسانی حقوق کے علمبرداروں کی جانب سے اسلام میں موجود حقوق کے اختلاف پر اشکالات اٹھائے جاتے ہیں۔ جن میں حجاب، عورت کی شہادت، عورت کی عدت، تعدد ہمسر، طلاق میں مرد کا اختیار، دیہ اور ارث جیسے اہم مسائل ہیں اس بارے میں مرد وعورت کے درمیان فرق قرآن وسنت میں بیان ہوا ہے ا۔[26]

5. مخلوط سسٹم کی حوصلہ افزائی

مغربی تہذیب میں برابری اور حقوق کے نام پر اجتماعات، تعلیمی اداروں اور ہر سیاسی وسماجی جگہوں پر بغیر حجاب کے شرکت کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اس کے برخلاف دونوں کی جداگانہ شرکت اور پردہ کو برابری کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ اسلام مرد وعورت کے درمیان حدود کی رعایت کے لئے صنفی تفکیک پر زور دیتا ہے۔

"اسلامی ثقافت میں مخلوط نظام کی موجودہ شکل مغربی تعلیمی نظام کی پیروی کے نتائج میں سے ہے، جس کی ماضی میں کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔ مذکر اور مونث کا ایک دوسرے کے ساتھ اختلاط گھر کے علاوہ صرف دو جگہوں پر ممکن ہے۔

1۔ بچوں کو تعلیم۔ 2۔ اور جوانوں اور عمر رسیدہ افراد کے لئے اپنے جنس کے علاوہ معلم اور مربی کے ذریعے تعلیم۔ تاریخی منابع میں ایسے دانشوروں اور معلمین کی جانب اشارہ ہوا ہے جو عورت تھی جن کی کلاسوں میں مرد شرکت کرتے تھے۔ اسی طرح مردوں کے ذریعے خواتین کی تعلیم کا بھی رواج تھا۔ عورتوں کی پیغمبر اکرمؐ، اہل بیت اور اصحاب کی جانب دینی مسائل اور قرآن سیکھنے کے لئے رجوع کے بارے میں بہت سی روایات، اس مطلب کی تائید کرتی ہیں۔ بعض تاریخی نقل کے مطابق مدینہ کی خواتین نے پیغمبر اکرمؐ سے درخواست کی کہ ایک مشخص دن عورتوں کے مسائل اور سوالات کے جواب کے لئے مختص کریں اور یہ درخواست پیغمبر نے قبول کیا۔[27]

تجاویز وسفارشات:

مرد وعورت کے بارے میں اسلامی تصورات اور افکار سے معاشرہ کو آگاہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس وقت معاشرہ میں بہت سے افکار، رسومات اور خواتین کے حوالے سے عالمی وقومی نظریات پر قرآن وسنت اور اسلامی نظریات کی روشنی میں تنقید کی جائے کیونکہ خواتین کے بارے میں بہت سے اشکالات کا سبب اصل اسلامی تعلیمات نہیں بلکہ مسلمانوں کے درمیان موجود رسومات، قومی، خاندانی اور قبائل کے فرسودہ نظریات ہیں جن کو اسلام کی جانب نسبت دی جاتی ہے۔ ساتھ ہی بہت سے جدید مسائل کو قرآن وسنت اور اسلامی تعلیمات سے استنباط کرکے عصری تقاضوں کے مطابق پیش کرنے کی ضرورت ہے جس پر عالم اسلام کے مختلف مفکرین نے اپنے افکار کو انتہائی مضبوط اور محکم صورت میں پیش کیا ہے۔

1۔ اسلام میں مرد اور عورت کے بارے میں انسانی تصور، مقام ومنزلت کا جائزہ

2۔ عورت اور مرد میں صنفی اختلافات کا اسلامی نقطہ نظر سے تحقیق

3۔ صنفی مساوات کے اسلامی معاشرہ پر منفی اثرات

4۔ اسلامی نظریہ صنفی عدالت کا جائزہ

5۔ صنفی مساوات کے شرعی، فقہی اور حقوقی اثرات

6۔ صنفی مساوات کے مغربی نظریے کا قرآن وسنت کی روشنی میں تنقیدی جائزہ

7۔ صنفی مساوات خاندانی نظام کی تباہی

نتیجہ

مرد وعورت کے بارے میں اسلامی تصور قرآن وسنت سے ماخوذ ہے جس کے مطابق انسانیت میں دونوں صنف مشترک ہونے کا باوجود زندگی گزارنے کے لیے دونوں میں اللہ تعالیٰ نے جسمانی، نفسیاتی اور سماجی حوالے سے فرق رکھا ہے جو کسی ایک صنف کی کمتری یا دوسرے کی برتری کی علامت نہیں بلکہ مرد وعورت دو پہیوں کی مانند اس زندگی کو گزارنے کے لیے مخصوص حقوق وذمہ داریوں کی جانب محتاج ہے۔ لیکن مغرب اور دیگر مکاتب فکر میں عورت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے کی وجہ سے انسانی حقوق سے محروم رکھا گیا تاریخ میں عورت صرف مردوں کی خواہشات کے لئے ایک ذریعہ قرار دے کر ہر قسم کے عظمت، کرامت اور مقام کے ساتھ خاندانی، سماجی اور سیاسی طور پر دائرہ انسانیت سے باہر رکھا گیا۔ یہی وجہ ہے دور جاہلیت ،یونان، روم اور ایران جیسے معاشروں میں عورت کو کوئی مقام نہیں حاصل نہیں تھا۔

اسلام نے اپنے آغاز سے ہی خواتین کو مردوں بڑھ کر مقام ومنزلت کے ساتھ حقوق عطا کئے۔ اور ان کی وقار اور شرافت اور عفت کی بنیاد پر خاص حقوق وتکالیف بھی ان کے لئے بنایا جو ان کی جسمانی، نفسیاتی اور کرامت کے موافق ہے۔ جبکہ مغربی تہذیب میں برابری اور حقوق نسواں، آزادی کے نام پر عورت کے ان حقوق کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے عورت کا حقیقی کردار ختم ہو کر مردوں کے لئے عیاشی کا ذریعہ بن گیا۔

مغربی نظریہ مساوات، برابری اور حقوق نسواں سے خواتین کی ذاتی شخصیت عفت، حیا اور حجاب کے حوالے سے متاثر ہونے کے ساتھ، خاندان میں ان کا تربیتی کردار، ماں، بیوی اور بہن وبیٹی کے روپ میں مختلف وظائف بھی ختم ہوئی۔ اور عورت ایک مشین کی مانند ہر کوچہ وبازار میں ان کی شان سے نامناسب جگہوں پر پیسہ کمانے، مردوں اور نامحرموں کے لئے آسائش کا وسیلہ بھی قرار پائی ہے۔ مساوات کے مغربی تصور سے بہت سے اسلامی تعلیمات بھی خطرہ میں پڑ گیا ہے جو اسلام نے خاندان کے استحکام، گھریلو زندگی کے نظم اور بچوں کی تربیت اور مستقبل میں نئی نسل کی تربیت کے حوالے سے عورتوں کے ذمہ لگایا ہے۔

مساوات کا نظریہ نہ صرف اسلامی نظریات کے منافی ہے بلکہ اس سے خود عورت کی شخصیت مجروح ہونے کے ساتھ گھر، خاندان اور سماج میں عورت کا حقیقی کردار بھی متاثر ہوگا۔ جس سے معاشرہ میں الٰہی واسلامی اقدار، اخلاق اور دینی نظریہ کے بجائے ہیومنزم، سیکولرزم، فیمنزم جیسے مغربی افکار کی ترویج ہوگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1]۔ نساء، 1:4

Nisā, 4: 1

[2]۔ اسراء، 70:17

Isrā, 17: 70

[3]۔ مرتضی مطہری، **نظام حقوق زن در اسلام**، (قم، انتشارات صدر، 1369ش) ص113

Murtazā Mutahharī, *Niẓām-Ḥuqūq-Ẓan dar Islāmi*, (Qum, *Intishārāt Ṣadr*, 1369 Sh) ṣ 113

[4]۔ آل عمران، 195:3۔

Āl-ʻImrān, 3: 195

[5]۔ توبہ، 71:9

Tawbah, 9: 71

[6]مہدی پیشوائی، **مترجم: کلب عابد خان سلطان پوری، تاریخ اسلام** (قم: مرکز نشر واشاعت مجمع جہانی اہل البیت، 2007ء) ص57-59

Mahdī Pishwā'ī, Mutarjim: Kalb ʻĀbid Khān Sulṭān Pūrī, *Tārīkh-i-Islām* (Qum: *Markaz-i-Našr wa Iš'āt Majma'-i-Jahānī Ahl al-Bayt*, 2007) ṣ 57-59

[7]۔ پروفیسر رب نواز، **آنحضورﷺ کی تعلیمی جدوجہد** (لاہور: ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور، اشاعت اول 2001ء) ص19-20

Professor Rab Nawāz, *Ān-Hḥaḍūr ﷺ kī Taʻlīmī Jaddo-jehad* (Lahore: *Idārah Taʻlīmī Tḥqīq*, Lahore, 2001) ṣ 19-20

[8]. محمد بن حسن الحر العاملی، **وسائل الشیعۃ**، ج20 (بیروت، موسسۃ آل البیت لاحیاء التراث، 1413ھ، ص24

Muḥammad bin Ḥasan al-Ḥurr al-ʻĀmilī, *Wasā'il al-Shīʻah*, Vol. 20 (Bayrūt: *Mūssasat Āl al-Bayt li Iḥyā' al-Turāth*, 1413 H) ṣ 24

[9]۔ سید عزیز الرحمٰن، **اسلامی نظام تعلیم کی بنیاد** (لاہور: ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، نومبر 2022ء)، ص101

Sayyid Azīz al-Raḥmān, *Islāmi Niẓām-i-Taʻlīm kī Bunyād* (Lahore: *Māh-nāmah ʻĀlamī Tarjumān al-Qur'ān*, November 2022), ṣ 101

[10] ۔ دفتر مطالعات وتحقیقات زنان، دفاع از حقوق زنان، ماونظام بین الملل، (قم، موسسہ فرھنگی طہ،1380ش نوبت اول)، ص42/44

Daftar-i-Matāla'āt wa Tḥqīqāt Zanān, *Difā' az Ḥuqūq-i-Zanān, Mā wa Niẓām-i-Bain al-Milal*, (Qum, *Mūssasah Farhangī Ṭah*, 1380 Sh, Nubat Awal), ṣ 42/44

[11] ۔ دفتر مطالعات وتحقیقات زنان، دفاع از حقوق زنان، ماونظام بین الملل، ص41

Daftar-i-Matāla'āt wa Tḥqīqāt Zanān, *Difā' az Ḥuqūq-i-Zanān, Mā wa Niẓām-i-Bain al-Milal*, ṣ 41

[12] ۔ منصورہ کریمی، بررسی تاثیر سند 2030 بر خانوادہ بارویکرد فقہ حکومتی، (دوفصلنامہ علمی ترویجی گفتمان فقہ حکومتی، سال دوم، شمارہ چہارم، بہار وتابستان1398ش)، ص127

Manṣūrah Karīmī, *Barresī-yi Ta'thīr-i-Sand 2030 bar Khāndānah Bārū-ī-Kard-i-Fiqh Ḥukūmatī*, (Do-Faṣal-nāmah 'Ilmī-Tarwījī Gufṭamān Fiqh Ḥukūmatī, Sāl-i-Dūm, Shumārah-ī-Chahārm, Bahār wa Tābistān 1398 Sh), ṣ 127

[13] سید مجید صابری ودیگر، واقعیت آموزش در سند توسعہ پائیدار 2030 فلسفہ، تضادھا وچالش ھا، (مشہد، پژوھشگاہ حوزہ ودانشگاہ، 1399، چاپ اول)، ص41

Sayyid Majīd Ṣābirī wa Dīgar, *Wāqi'at Āmūzish dar Sand-i-Tawassu'-i-Pāydār 2030, Falsafah, Taṣādḥā wa Chālīsh-hā*, (Mashhad, *Pazhūhishgāh-ī-Ḥawzah wa Dāneshgāh*, 1399, Chāp Awal), ṣ 41

[14] ۔ سید مجید صابری ودیگر، واقعیت آموزش در سند توسعہ پائیدار 2030 فلسفہ، تضادھا وچالش ھا، ص42

Sayyid Majīd Ṣābirī wa Dīgar, *Wāqi'at Āmūzish dar Sand-i-Tawassu'-i-Pāydār 2030, Falsafah, Taṣādḥā wa Chālīsh-hā*, ṣ 42

[15]-https://sustainabledevelopment.un.org/content/documents/21252030%20Agenda%20for%20Sus page 20 taina2le%20Development%20web.pdf

[16]-Ibid- Page 3

[17]-Ibid-Page 4

[18]-Ibid-Page 8

[19] ۔ دبیر خانہ نشست اندیشہ ھای راھبر دی، زن وخانوادہ، ج2، (تہران، پیام عدالت، 1391ش)، ص697

Dabīr Khānah Neshist-andīsha-Ḥāy-i-Rāhbordī, *Zan wa Khāndānah*, Vol. 2, (Tehrān, *Payām-'Adālat*, 1391 Sh), ṣ 697

[20] ۔ ایضا، ص698

Ibid., Page 698

[21] ۔ دبیر خانہ نشست اندیشہ ھای راھبر دی، زن وخانوادہ، ج1، (تہران، پیام عدالت، 1391ش)، ص199

Dabīr Khānah Neshist-andīsha-Ḥāy-i-Rāhbordī, *Zan wa Khāndānah*, Vol. 1, (Tehrān, *Payām-ʻAdālat*, 1391 Sh), ṣ 199

[22]۔ مترجم: مھرناز پیروزنیک، دستورکار2030برای توسعہ پائیدار، ص37

Murtazā Mutahharī, *Majmūʻah-ī-Āthār*, Vol. 1, (Intishārāt Ṣadrā, 1423 H), ṣ 87

[23]۔ مرتضیٰ مطہری، مجموعہ آثار، ج1، (انتشارات صدرا، 1423ھ) ص87

Murtazā Mutahharī, *Majmūʻah-ī-Āthār*, Vol. 1, (Intishārāt Ṣadrā, 1423 H), ṣ 87

[24]۔ فتحی، سید مجید صابری و دیگر، واقعیت آموزش در سند توسعہ پائیدار، 2030۔ فلسفہ، تضادہا و چالش ہا، ص44

Fatḥī, Sayyid Majīd Ṣābirī wa Dīgar, *Wāqiʻat Āmūzish dar Sand-i-Tawassuʻ-i-Pāydār 2030, Falsafah, Taṣādḥā wa Chālīsh-hā*, ṣ 44

[25]۔ حسین رمضانی، توسعہ پائیدار2030ء (تہران، انتشارات کانون اندیشہ جوان، 1400ش) ص160

Ḥusayn Ramazānī, *Tawassuʻ-i-Pāydār 2030* (Tehrān, *Intishārāt Kānūn-ī-Andīsha-yi-Javān*, 1400 Sh), ṣ 160

[26]۔ دفتر مطالعات و تحقیقات زنان، دفاع از حقوق زنان، ما و نظام بین الملل، ص126

Daftar-i-Matāla'āt wa Tḥqīqāt Zanān, *Difāʻ az Ḥuqūq-i-Zanān, Mā wa Niẓām-i-Bain al-Milal*, ṣ 126

[27]۔ حسین بستان، **اسلام و تفاوت ہای جنسیتی** (قم، پژوھشگاہ حوزہ و دانشگاہ، چاپ اول، 1388ش)، ص148

Ḥusayn Bustān, *Islāmi wa Tafāwut-ī-Jinsīyatī* (Qum, *Pazhūhishgāh-ī-Ḥawzah wa Dāneshgāh*, Chāp Awal, 1388 Sh), ṣ 148